Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185

Vol. 3, Issue 2, July – December 2024, Page no. 97-114

HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result

Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs

Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/206

Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3432

DOI: https://doi.org/10.52461/pjqs.v3i2.3432

Publisher: Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title **An introduction to the chosen Mashaikh Chishtia of the 19th century and a research review of their religious services.**

Author (s): **Hassan Fareed Chishti**

M. Phil Scholar (Islamic Studies), The University of Faisalabad. hassanfareedchishti@gmail.com

Dr. Hifsa Munawar (Corresponding Author)

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Faisalabad. hifsa.munawar@tuf.edu.pk

Received on: 19 November, 2024

Accepted on: 25 November, 2024

Published on: 28 December, 2024

Citation: Hassan Fareed Chishti, and Dr. Hifsa Munawar. 2024. “انیسویں صدی کے منتخب مشائخ چشتیہ کا تعارف اور ان کی دینی خدمات کا تحقیقی جائزہ: An Introduction to the Chosen Mashaikh Chishtia of the 19th Century and a Research Review of Their Religious Services”. *Pakistan Journal of Qur’ānic Studies* 3 (2):97-114. https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3432.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

انیسویں صدی کے منتخب مشائخ چشتیہ کا تعارف اور ان کی دینی خدمات کا تحقیقی جائزہ

An introduction to the chosen Mashaikh Chishtia of the 19th century and a research review of their religious services

Hassan Fareed Chishti
M.Phil Scholar (Islamic Studies), The University of Faisalabad.
hassanfareedchishti@gmail.com
Dr. Hifsa Munawar (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Faisalabad.
hifsa.munawar@tuf.edu.pk

Abstract:

This research introduces the prominent Mashaikh Chistia of the 19th century and highlights their significant ontributions to religious and spiritual life. The 19th century was a transformative period marked by growing challenges to traditional religious institutions. Mashaikh Chistia played a pivotal role in preserving spiritual and religious practices. This study explores the teachings and services of selected Mashaikh Chishtia who emerged as beacons of guidance and reforms. These leaders advocated for moral development and communal harmony. This research highlights their role in addressing social injustices and promoting an inclusive understanding of Islam.

Keywords: *Mashaikh Chistia, 19th century, highlights, religious and spiritual life, challenges, guidance, Islam.*

تمہید:

اللہ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور مزید ہم پر یہ احسان فرمایا کہ ہمیں اپنے محبوب کل ختم رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنایا۔ اللہ نے ہر زمانے میں اپنی مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے رسولوں اور پیغمبروں کو عہدہ بہ عہدہ معبوث فرمایا۔ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ظاہری وصال مبارک کے بعد اسلام کی تبلیغ اور مستحکم تحفظ کیلئے علمائے دین اور صوفیاء کرام کو منتخب فرمایا۔ ہندوستان کی فتح سے پہلے مشہور و معروف روحانی سلاسل کا وجود مبارک ظاہر ہو چکا تھا اور گاہے گاہے سارا ہندوستان جوک در جوک اس سے فیض حاصل کر رہا تھا۔۔ لیکن اللہ تعالی نے بر صغیر پاک و ہند کے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم پر چلانے کی باطنی تربیت اور اسلام کی اشاعت کیلئے طریقت کے رہنما سلسلہ چشت کا انتخاب فرمایا۔ چشتیہ سلسلے کی داغ بیل تو شیخ ابو اسحاق شامی رحمت اللہ علیہ (المتوفی 940ء) نے ڈالی تھی۔ لیکن بر صغیر پاک و ہند میں نائب رسول اللہ ﷺ سلطان الہند غریب نواز خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

نے اس سلسلے کو چار چاند لگا دیے اور بڑے خوبصورت انداز میں سلسلہ چشتیہ کو پروان چڑھانے اور پھیلانے کا کام سرانجام دیا۔[1]

مشائخ چشتیہ نے اپنے عمل اور حسن کردار سے مخلوق خدا کی زندگیوں میں بڑا عظیم انقلاب قائم کیا اور غیر مسلمانوں کو دین اسلام کی طرف لگایا۔ دین اسلام کی تبلیغ کا بڑا اہم فریضہ سرانجام دیتے ہوئے، نائب رسول اللہ ﷺ سلطان الہند خواجگان غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے 90 لاکھ لوگوں کو بیک وقت کفر و شرک کے اندھیرے سے نکال کر ایمان کے نور سے منور کیا۔ مشائخ چشتیہ کے یہاں خدمت خلق، حاجت مندی اور مصیبت کے ماروں کی غم گساری کا سلسلہ متعین دین اسلام سے جڑا ہوا ہے۔ انیسویں صدی میں بھی سلسلہ چشتیہ سے منسلک صوفیاء نے دین اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کا وہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ جسے اسلام کی تاریخ میں بڑی عزت و مرتبہ کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔ اس سلسلے کے مشہور و معروف بزرگان درج ذیل ہیں۔ نائب رسول اللہ ﷺ سلطان الہند غریب نواز خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین قطب زماں بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، زہد الانبیا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی زری زر بخش رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جبکہ اس آرٹیکل میں انیسویں صدی کے منتخب مشائخ چشتیہ کا تعارف اور ان کی دینی خدمات کو بیان کیا ہے۔ جن میں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ پیر سید جلال چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر شامل ہیں۔

1. حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ انیسویں صدی کے سلسلہ چشت کے بڑے عظیم صوفی باصفا بزرگ ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بڑے کمال صوفی باصفا اور نہایت سادہ طبیعت انسان تھے۔ آپؒ نے ساری زندگی خوش اخلاقی اور خدمت خلق کا درس دیا نہ صرف درس دیا بلکہ خود کر کے دکھایا۔ آپؒ ایک بہت ہی عاجز انسان تھے جبکہ مغلیہ خاندان کے آخری چشم و چراغ بہادر شاہ ظفر کے پوتے اور نواب صبح صادق خان عباسی جیسے اُمراء اور وزراء نہ صرف آپ کے عقیدت مند تھے بلکہ مُرید تھے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے اِن سب نعمتوں اور رب تعالیٰ کی کرم نوازیوں اور رحمتوں کے باوجود بہت عاجزی و انکساری کے ساتھ زندگی بسر کی۔ آپؒ نے دینِ اسلام کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی تبلیغ کے لئے بہت کمال کوششیں کیں جن کو پست پُشت نہیں ڈالا جا سکتا۔

"حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 26 ذیقعد 1261ھ کو ہوئی آپؒ

[1] نظامی، خلیق احمد صاحب، تاریخ مشائخ اکرام چشتیہ، مشتاق بک سنٹر اردو بازار لاہور، دسمبر 2012ء، ص 155

کے کان میں آذان آپؒ کے والد محترم حضرت خواجہ خُدا بخش محبوبِ الہیؒ نے دی آپؒ کو قرآنِ حکیم کی تعلیم میاں جی صدر الدین نے شروع کروائی لیکن ان کی وفات کے بعد میاں جی محمد بخش نے ختم کروائی سلسلہ طریقت میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ مہارویہ میں آپؒ اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا غلام فخر الدین قدس سرہٗ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ اپنے بڑے بھائی اور پیر و مُرشد کے وصال کے بعد ستائیس سال کی عمر میں جانشین مقرر ہوئے۔ آپؒ خداداد قابلیت کی وجہ سے کم عمری میں ہی ظاہری و باطنی علوم حاصل کر کے کمالات کو پہنچ چکے تھے۔ آپ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمی تجربے اور روحانی کمالات کا چرچہ پہلے ہی سے بڑا بلند و بالا ہو چکا تھا۔ لیکن جب آپ سرکارؒ خلافت کی مسند پر بیٹھے تو بڑی کثیر تعداد میں لوگوں کا گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگا اور شرف بیت کی سعادت حاصل کرنے لگا۔ آپؒ علیل ہوئے تو دہلی تشریف لے گئے اور حکیم اجمل خان سے علاج کروایا ایک دن حکیم صاحب نے آپ کی طبیعت دیکھی اور خادموں سے کہا کہ آپ کو گھر واپس لے جائے چاچڑاں شریف پہنچ کر 21 رمضان المبارک 1319ھ کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔"[2]

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات:

حضرت خواجہ صاحبؒ نے دین کی خدمت کے لئے درس و تدریس کے فرائض سر انجام دیئے اور صوفی طریقہ کار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بیعت و خلافت کا کام بھی انجام دیا اور مزید دین کی خدمت کے لئے مختلف علاقوں کے لئے اپنے خلفاء کا انتخاب کیا۔ جو کہ ذیل تفصیلاً درج ہیں۔ آپؒ نے مزید دین کی خدمت کے لئے صوفی طریقہ کار "شاعری" کا سہارا لیا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا اور بے ہدایت مخلوق کے دلوں کو عشق مصطفی ﷺ کی شمع سے منور کیا اور عشقِ حقیقی کی آتش سے دلوں کو گرمایا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے دین کی خدمات کے لئے عظیم کوششیں کیں ہیں جن کو ذیل میں قلمبند کیا جارہا ہے:

"اگرچہ حضرت خواجہ صاحب رحمت اللہ علیہ کے مشائخ کریم بذات خود طالب علموں کو تعلیم و تربیت کیا کرتے تھے لیکن چونکہ آپکے دور اقدس میں مریدین کی کثرت بہت زیادہ

[2] رکن الدینؒ، مقابیس المجالس، اَلفیصل تاجران و ناشرانِ کتب اُردو بازار لاہور، 2005، ص:73

ہو گئی تھی اور ہر پل لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ آپ رحمت اللہ علیہ تعلیم و تربیت میں بڑا کم وقت مہربانی فرما سکتے تھے۔ مشائخ اکرام کی سنت میں آپ لوائح جامی کی تعلیم بھی فرمایا کرتے تھے۔(۱) حضرت اقدس کے فرزند ارجمند قطب الموحدین حضرت خواجہ محمد بخش صاحب المعروف نازک سائیں قدس سرہ ، (۲) عبدالنبی المختار حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ گڑھی اختیار خاں،(۳) حضرت دیوان ولایت شاہ صاحب ساکن اوچ بخاری،(۴) حضرت خواجہ فضل حق صاحب مہاروی ساکن منگھیر شریف،(۵) حضرت حافظ محمد صاحب ساکن حاجی پور شریف،(۶) حضرت مولوی احمد بخش صاحب ساکن حجہ عباسیان،(۷) مولوی خان محمد صاحب،(۸) میاں نبی بخش مہرلوانہ،(۹) میاں جی محمد بخش،(۱۰) میاں محمد یعقوب ساکن چاچڑاں، (۱۱) میاں بلند خان ناگوری،(۱۲) میاں عبدالرحمن الہ آبادی،(۳) مولانا رکن الدین جامعہ ملفوظات،(۱۴) مولانا ابو محمد ابراہیم رزگونی۔"[3]

آپؒ کی دینی خدمات میں سے ایک نمایاں چیز **"دیوانِ فریدؒ"** ہے جس میں آپؒ نے وحدۃ الوجود اور عشقِ حقیقی کو اپنے ایک خاص انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ آپؒ نے ہفت زبان میں شاعری کی اور لوگوں کے دلوں کو عشقِ حقیقی کے رنگ میں رنگ دیا۔اگر کسی کا دل بلکل سیاہ ہو چکا ہے تو وہ حضرت خواجہ صاحبؒ کی شاعری کو پڑھے اور سمجھے بفضل خُدا وہ اپنے آپ کو گناہوں سے پاک پائے گا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ادبی حوالہ آپ کی کافیاں. ہیں جو مقامی اثر کے باوجود آفاقی صداقتوں سے مہک رہی ہیں،وحدت الوجود کا نظریہ اور ہمہ اوست کا یقین آپ کے ہاں وہ قوت ہے جو ساری کائنات کی روح ہے،اسی نظریے کی وضاحت اور اپنے نقطۂ نظر کو پیش کرنے کے لیے آپ نے **"فوائد فریدیہ"** لکھی جو آپ کی تعلیمات کی شاہد عادل ہے اس میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک ایک واحد ہستی اور محض وجود کا نام ہے جس کی تشکیل اور شمار کچھ بھی نہیں ہے اور وہ ہستی وحدہ لاشریک ہے، لہذا تمام مخلوقات ایک ہی بوجھ کے وجود کے طور پر، اور غیر بوجھ کے تعین کے طور پر، لہذا دوسرے پن قابل اعتبار ہے۔ تو تمام مخلوقات ایک جیسی ہیں۔ درحقیقت یہ سب کچھ اس کا ہے۔"[4]

---

[3] مقابیس المجالس، ص:80

[4] غلام فریدؒ، فوائدِ فریدیہ، اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، ج15، ص336

"خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عشقیہ ترانے تو روہی کے باسیوں کے دلوں کی دھڑکن بن گئے ہیں اس لیے ہر کہیں سے ان کے اشعار کی مہکار محسوس ہوتی ہے، ایک کافی کا ایک بند ہے۔

عشق ہے رہبر مرشد ہادی　　　عشق ہے دُکھڑے دل دی شادی

جیں کل راز سمجھایا[5]　　　عشق ہے ساڈا پیر

شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین ابن العربیؒ کے مشہور مسئلے "وحدۃ الوجود" کو خواجہ صاحبؒ نے کیا ہی کمال انداز اور کتنی خوش اسلوبی سے شاعرانہ انداز میں سرائیکی زبان میں سمجھایا ہے آپؒ لکھتے ہیں۔

"ہے عشق دا جلوہ ہر ہر جا　　　سبحان اللہ سبحان اللہ

خود عاشق خود معشوق بنیا　　　سبحان اللہ سبحان اللہ

کتھے راز انا الحق تھیا　　　کتھے سجانی داورد پڑھیا

کتھے انی عبد رسول کیا　　　سبحان اللہ سبحان اللہ[6]

2. حضرت خواجہ محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات:

حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ انیسویں صدی کے چشتیہ نظامیہ فخریہ فریدیہ سلسلہ کے عظیم صوفی بزرگ ہوئے ہیں۔ آپؒ ایک علمی اور ادبی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مقرر اور صوفی شاعر بھی تھے۔ آپؒ کے وجود میں ایک مخلص راہنماء اور صاحبِ مسند انسان جھلکتا ہے۔ آپؒ کا وجود اپنے امتیازی اوصاف کی بنا پر عصرِ حاضر میں متلاشیانِ حق کے لئے ایسا نور ثابت ہوا کہ جس نے اس جہان کو منور کر دیا۔ ایسے وجود کا تذکرہ کرنا آسان بھی ہوتا ہے کہ مواد کی کثرت ہوتی ہے اور اس قدر مشکل بھی کیونکہ اس قدر کثرت کا محدود عقل احاطہ کیسے کر سکتی ہے۔

"آپ کا اسم مبارک "محمد یار" ہے نسبت "فریدی" اور آپؒ کے والد کا اسم گرامی "مولانا عبد الکریم" ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت قطب شاہی اعوان کے ایک بڑے مہذب اور نیک گھرانے میں ۱۸۸۱ء بمطابق ۱۳۰۰ھ میں ہوئی۔ حضرت خواجہ، حضرت عون رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد سے ہیں. جو کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت علی کرم اللہ وجہ شریف کے فرزند ہیں۔ خواجہؒ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے عظیم صوفی

[5] محمد اسحاق قریشی، بہارِ چشت، قطب پرنٹرز رائل پارک لاہور، 2013، ص:141

[6] غلام فریدؒ، دیوانِ فرید، اُردو اکیڈمی، 1995، ص 501

> بزرگ "حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ "کے ہاتھ پر بیعت کی اور چاچڑاں شریف میں ہی مدرسہ میں علم و عرفان کی دولت حاصل کرنے میں مشغول ہوئے ۱۹۰۰۰ء میں سندِ فراغت حاصل کی اُس وقت آپ کی عمر ۱۹ سال تھی ۱۹۰۱ء میں خواجہ غلام فریدؒ کا وصال کے بعد آپؒ کے صاحبزادے "خواجہ محمد بخش نازک رحمۃ اللہ علیہ " اور آپؒ کے پوتے "خواجہ معین الدینؒ "کی خانقاہ میں ہی قیام پزیر رہے۔ اور حضرت خواجہ صاحبؒ کو حضرت معین الدین سائیں سے خلافت ملی۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم گڑھی اختیار خاں سے ہی حاصل کی اور بنیادی اسباق ادھر سے ہی پڑھے اور یہ مکمل کرنے کے بعد آپ کے والدِ گرامی نے حصول علم کے لئے آپ کو چاچڑاں شریف کے ایک مدرسہ میں داخل کروادیا اس سے قبل خواجہ صاحبؒ کے درس جلال پور میں بھی رہے اور قرآن پاک پڑھا اور ساتھ ہی ساتھ بنیادی فارسی کُتب کا علم بھی حاصل کیا۔ آپؒ کے ابتدائی اساتذہ میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ آپؒ نے ۱۹۰۰ء کو چاچڑاں شریف مدرسہ سے سندِ فراغت حاصل کی اس وقت آپؒ کی عمر انیس (۱۹) سال تھی۔ ۱۹۰۱ء میں حضرت خواجہ غلام فریدؒ کا وصال ہوا لیکن خواجہ صاحبؒ ادھر ہی مُقیم رہے۔[7]"

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا "**وصال باکمال 1948ء**" میں ہوا اور میاں میر کے قبرستان لاہور میں تدفین کی گئی۔ **14 سال بعد قبر کشائی** کر کے واپس آبائی گاؤں گڑھی اختیار خاں میں مزار مبارک بنایا گیا۔ جو کہ اب بھی مرجع خلائق ہے اور سینکڑوں لوگوں کے لئے سکون کا باعث ہے۔

دینی خدمات:

حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ نے صاحبِ مسند ہونے کے ناطے دین کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے اس کام کو اتنے شاندار انداز میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے کہ جو جس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ آپؒ ایک پیرِ طریقت اور رہبر شریعت ہونے کے ساتھ ساتھ واعظِ خوش بیان اور صوفی شاعر بھی تھے آپؒ کے واعظ میں ایسے سحر تھا کہ سماعت کرنے والے مچل جایا کرتے تھے اور آپؒ لاکھوں لوگوں کے دلوں میں عشقِ حقیقی کی چنگاری کو سُلگا دیا کرتے تھے۔ آپؒ نے خدمتِ دین کرنے کے لئے جو خود کام کئے وہ تو قابلِ تحسین ہیں ہی لیکن آپؒ نے اپنے بعد اپنے خلفاء منتخب فرمائے تا کہ دور دراز علاقوں میں جا کر وہ بھی

[7] بہارِ چشت، ص:161

حضور نبی کریم صلی للہ علیہ والہ وسلم کے دین کی خدمت کر سکیں۔ آپؒ نے "دیوانِ محمدی" ایک ایسی شاعرانہ کتاب لکھی کہ جو کہ راحتِ قلب ہے۔

آپؒ کے دو مشہور خلفاء ہوئے ہیں:

(۱) فرزند حضور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ غلام نازک کریم رحمتہ اللہ علیہ، گڑھی اختیار خاں

(۲) طبیب القلوب محب النبی ﷺ مظہر اسرار محمدی ﷺ حضرت خواجہ پیر شاہ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ، آستانہ عالیہ فرید پور شریف آپؒ نے اِن دونوں کی ایسی تربیت فرمائی کہ اِن کو دیکھنے سے اِن میں رنگِ فریدی کی جھلک نظر آتی ہے۔

وعظ خوش بیان:

سید خورشید گیلانی لکھتے ہیں:

> "خواجہ محمد یار فریدی رحمتہ اللہ علیہ نہ تو باقاعدہ کسی جامعہ کے فارغ التحصیل تھے، نہ انہیں اُردو ادب کا ماحول میسر آیا نہ ہی وہ شعر و سخن کی محفلوں کے باضابطہ حاضر باش تھے مگر ان کے فارسی کلام میں اساتذہ کا رنگ جھلکتا ہے، ان کی اُردو سے دلی اور لکھنو کی مہک آتی ہے، پنجابی اُن کی اپنی زبان نہ تھی مگر ٹھیٹھ پنجابی علاقے ان کی خطابت کی جولاں گاہ تھے، رہی سرائیکی تو ظاہر ہے وہ گھر کی لونڈی تھی، مسجد وزیر خاں کا کوئی قابل ذکر جلسہ ان کی شمولیت کے بغیر ادھورا سمجھا جاتا تھا، حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسے آپ کی خطابت سے گرم ہوتے جہاں بڑے بڑے اہل زبان موجود ہوتے، جامعہ عثمانیہ کے اجلاس میں آپ کی تقریر حاصل محفل سمجھی جاتی تھی، متحدہ ہندوستان کا شاید ہی کوئی گوشہ ہو گا جو آپ کی خطابت سے نہ گونجا ہو۔ پھر صاحبزادہ صاحب نے نواب بہادر یار جنگ، مولانا ابو الکلام آزاد، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا ذکر کیا ہے کہ یہ سب اُسی دور کے نامور مقرر تھے)۔ لیکن ان سب کے ہوتے ہوئے خواجہ محمد یار فریدی رحمتہ اللہ علیہ کی خطابت نہ صرف برقرار رہی بلکہ جوبن پر رہی، کسی کا عکس نہ ٹھہر سکا جو ان کے حسن خطابت کو گہنا سکے۔"[8]

[8] بہارِ چشت، ص:178-179

حضرت خواجہ صاحبؒ بحیثیت شاعر:

"دیوان محمدی"

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان شعر، دیوان محمدی کہلایا، اس میں اشعار کی کمیت، ماہیت اور نوعیت کیا ہے؟ آیئے ایک مختصر سا جائزہ لیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ دیوان تین نمایاں حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ فارسی اشعار پر مشتمل ہے دوسرا اردو شعر کا مرقع ہے تو تیسرا حصہ پنجابی سرائیکی اشعار سے ترتیب پایا ہے۔ قاری ایک نظر میں ہی اس حقیقت کا ادراک کر لیتا ہے کہ شاعر کو تینوں زبانوں پر یکساں دسترس حاصل ہے بلکہ بعض اشعار تو عربی شعر، پر قدرت کی بھی خبر دیتے ہیں۔

خواجہ رحمۃ اللہ علیہ دبستانِ عشق کے ایسے سچے فرد فرید تھے کہ آپ کے حرف حرف سے اسلوب و آہنگ سے وارفتگی کی مہک آتی ہے، ایک بے خود کرنے والی روانی دیکھئے۔

"حسینوں میں ہے انجلائے محمدؐ　　جبینوں میں چم کا ضیائے محمدؐ
قمر چیر ڈالا کیا موم پتھر　　زہے قوت و دست پائے محمد
محمد نے جس دم محمد کو دیکھا　　تو ثابت ہوا مدعائے محمد
خطا میری سب سے بڑی تھی مگر　　محمد نے بخشی خطائے محمد [9]"

سرائیکی زبان میں پیش کردہ نعت شریف:

"محمد مصطفی راز خدا دی گال کیا پچھدیں
تھیا حق نال ہک حق دی حقیقت حال کیا پچھدیں
خدائیا یندی جاگیرے ، ایندی تدبیر تقدیرے
اشارے کرکے چن چیرے ،ہے قدرت نال کیا پچھدیں [10]

مسئلہ وحدت الوجو اور خواجہ صاحب:

آپؒ ایک جید عالم دین ہیں. آپؒ نے ہر معاملہ میں شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پاسداری فرمائی ہے۔ لیکن مسئلہ وحدت الوجود کو آپؒ نے شاعرانہ انداز میں بڑے ہی احسن انداز میں بیان فرمایا ہے جس کی ایک جھلک ان درج ذیل

---

[9] محمد یار فریدی، دیوانِ محمدی، ص163-164

[10] دیوانِ محمدی، ص208

اشعار میں نمایاں ہیں:

"کلام او کلام اللہ ، سلام او سلام اللہ
غلام او غلام اللہ لکھاں پامال کیا پچھدیں
جلال او جلال اللہ ، وصال او وصال اللہ
جمال او جمال اللہ ایندے ادلال کیا پچھدیں[11]

3. حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ رحمہ انیسویں صدی عیسوی کے مشہور و معروف چشتیہ سلسلے کے عظیم صوفی بزرگ ہوئے ہیں۔ آپؒ نہ صرف صوفی، بلکے صاحبِ علم، صاحبِ مسند اور کامل ولی تھے۔ آپؒ کا وجود اُس زمانے میں ایک ایسے نور کی مانند تھا کہ جس نے اس جہان کو راحتِ قلب تسکینِ روح اور روشنی بخشی۔ آپؒ نے دین اسلام کی خدمت اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خیر خواہی کے لیے بہت سے عظیم کارنامے سرانجام دیے۔ آپؒ کا سب سے زیادہ قابل رشک کارنامہ تحفظ ختم نبوت ہے، جس پر پوری امت مسلمہ حضرت صاحبؒ کو خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔

تعارف:

"حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ کی ولادت یکم رمضان المبارک ۱۲۶۵ھ کو پیر سید نذر دین شاہؒ کے ہاں ہوئی۔ آپؒ کا سلسلہ نسب 25 واسطوں سے سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی المعروف غوث اعظم سے اور پھر 36 نسبتوں سے حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم کیلئے درگاہ کے ہی درس میں قرآنِ کریم ، اُردو اور فارسی کے حصول کے لئے داخل ہوگئے۔ صرف و نحو، عربی اور فارسی علم حضرت علامہ مولانا محی الدین سے حاصل کیا آپ اپنے کافیہ کے لیے بھی اپنے ساتھ زائی کرام سے رہنمائی حاصل کی پھر اس سے زیادہ علم کے حصول کے لیے حسن ابدال کے نمائی علاقہ موزہ بھائی کے علامہ محمد شفیع قریشی صاحب کی درسگاہ میں حاضر ہوے اور تقریبا دو ڈھائی سال کی مدت میں من تک رسائل میں قطب تک اور پھر اصول و نحو کیلئے تمام اسباق کے درمیانی حصہ تک علم حاصل کر لیا اور پھر مزید زیادہ علم کے حصول کیلئے ضلع شاہ پور کے انگہ کے سفر کا انتخاب کیا تو یہاں آپ نے علامہ حافظ سلطان محمود صاحب سے مکمل کیا۔

یہاں قیام کے دوران مولانا حافظ سلطان محمود کے ساتھ سیال شریف کے خواجہ شمس الدین سیالوی رحمت اللہ علیہ کی زیارت کیلئے جایا کرتے تھے اور خواجہ سیالویؒ آپ پر بڑی خصوصی محبت و شفقت فرماتے تھے۔ اسی محبت و شفقت کیوجہ

[11] ایضا، ص209

سے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمت اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی رحمت اللہ علیہ کے دست شفقت پر بیعت ہوئے اور حضرت سیالویؒ نے آپؒ کو خلافت سے نوازا۔ حضرت پیر صاحبؒ نے طویل عرصے تک خلقِ خُدا کو اپنے بے مثال علمی اور روحانی فیض و برکات سے مستفید رکھا بلا آخر ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ کو اس دارِ فانی سے رُخصت فرما گئے۔ آپ جنابؒ کا مزار پر انور گولڑہ شریف اسلام آباد (پاکستان) میں موجود ہے جو کہ اب بھی ہزاروں لوگوں کے لئے باعثِ تسکین ہے۔"[12]

دینی خدمات:

آپؒ نے دین کی خدمت کے لئے بہت سی عظیم کوششیں کی ہیں جن کو قلمبند کرنے کی ناکارہ سی کوشش کی گئی ہے۔ آپؒ کا ایک عظیم کارنامہ "تحفظِ ختم نبوت" ہے۔ آپؒ نے بہت سی علمی و روحانی کُتب بھی لکھی ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں موجود ہے۔ آپؒ نے صوفیانہ شاعری کی مدد سے بھی بہت زیادہ مخلوقِ خدا کے دلوں میں عشق الٰہی کی آتش سے منور کیا۔

تحفظِ ختم نبوت:

"اس تحریکِ قادیانی کا آغاز برطانیہ حکومت کے زیر سایہ میں ہوا اور اس تحریک کا اصل مقصد ختم الرسل حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت پاک کو نشانہ بنانا تھا اور ان کے مقاصد میں اسی طرح کی بے حرمتی کرنا واجب تھا کہ اپنے مخالفین کو اپنے ارادوں کی تکمیل کے لیے مکمل سہارا مل سکے۔ حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت پاک کی ایک سب سے اعلیٰ خصوصی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد رسالت پاک کا سلسلہ مبارک بالکل ختم کر دیا گیا ہے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی ساری انسانیت کے لیے اللہ تعالی کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شریعت مبارکہ ہی اس ساری کائنات کے لیے اللہ تعالی کی آخری شریعت ہے۔ اس شریعت مبارک میں اس قدر وسعت رکھی گئی ہے کہ قیامت تک کے آنے والے تمام انسانوں کے لیے تمام مسائل کا بہترین حل اس میں موجود ہے۔ آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آخری نبی اور رسول ہونے کی خبر مبارک قرآن پاک میں بڑی بہترین کمال وضاحت کے ساتھ درج ذیل ہے۔"[13]

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾[14]

---

[12] فیض احمد، مہر مُنیر، پرنٹنگ پروفیشنلز لاہور، 2006، ص:61

[13] مہر مُنیر، ص:163

[14] الاحزاب 73:33

"محمد صل اللہ علیہ والہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔"

" مرزا غلام احمد "اس تحریک کا بانی تھا۔ اس کے والد صاحب کا نام "غلام مرتضیٰ" تھا۔ یہ ایک بہت بڑا عالم تھا جس کی بنیاد پر اس نے پہلے تو "مثیلِ مسیح "ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر اس پر قدم نہ روکتے ہوئے خود کو "مثیلِ مسیح موعود" قرار دیا۔ بلا آخر اس پر دس سال قائم رہنے کے بعد "۱۹۰۱ء" کو نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس میں بھی پہلے تو "ظلی نبی" ہونے کا دعوید ار رہا بعد ازاں "مستقل اور صاحبِ شریعت نبی "ہونے کا دعویٰ کیا بقول مرزا قادیانی اس کو الہام بھی ہوئے اس پر وحی بھی آئی اور اس نے پیش گوئیاں بھی کیں بلا آخر:

﴿ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴾[15]

"اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا"

قرآنِ حکیم کی اس آیت کے پیشِ نظر باطل مٹ گیا۔ لاہور میں حضرت صاحبؒ اور مرزا کے درمیان مناظرہ ہوا جس میں حضرت صاحبؒ نے فرمایا جو کہ بہت مشہور بات ہے۔

> "آپؒ نے مرزا قادیانی کی طرف سے تحریری مناظرہ کی دعوت اور ان کی فصیح عربی اور زود نویسی کی تعلی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ صوفیائے علماء اکرام مشائخ اسلام کا اصل مقصد تحقیقِ حق ہے اور اعلی کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔ فخر و برتری سے انہیں کوئی غرض نہیں ہوتی ہے۔ وگرنہ رسالت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت مسلمہ میں اب بھی ایسے خادمِ اسلام موجود ہیں اگر وہ قلم پر نگاہ ڈالیں تو خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھی جائے۔ ظاہر ہے کہ اس سے اشارہ اپنی جانب تھا چنانچہ بعد میں اس چیلنج کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ میں نے یہ دعوی از خود نہی کیا تھا بلکہ عالم کا فہمی جناب نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال سے میرا دل اس قدر قوی اور مضبوط ہو گیا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا کہ اگر اس سے بھی کوئی بڑا دعوی کرتا تو اللہ تعالی ضرور مجھے سچا ثابت کرتے۔ نیز فرمایا" کٹی کلِے دے زور تے کُددی اے ، "یعنی بچھڑا کھونٹے کے بل پر ہی تو کُودتا ہے۔ اور پھر حضرت

[15] سورۃ بنی اسرائیل 111:17

صاحبؒ بفضلِ خدا تعالی اس عظیم کارنامے میں سُرخ رو ہوئے۔"[16]

حضرت پیر صاحبؒ نے صوفیانہ شاعری کی اور کمال کر دیا آپؒ نے نعتیہ کلام کے حوالہ سے بہت ہی عمدہ انداز اختیار فرمایا ہے۔ حضرت صاحبؒ کی لکھی ہوئی ایک نعت بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیشِ خدمت ہے۔

"اَج سِک مِتراں دی وَدھیری اے
کیوں دِلڑی اُداس گھنیری اے
لُوں لُوں وِچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں نے لائیاں کیوں جھڑیاں
اس صُورت نوں میں جان آکھاں
جانان کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی ذیشان آکھاں
جس شان تو شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں[17]

"آپؒ نے بہت سی **عظیم کُتب** صنف فرمائی ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔(۱)**"تحقیق الحق فی کلمۃ الحق"** یہ آپؒ کی پہلی مہتمم بالشان تصنیف ہے جس کا موضوع "مسئلہ وحدۃ الوجود" ہے۔(۲)**"شمسُ الھدایۃ فی اثباتِ حیاتُ المسیح"** یہ کتاب آپؒ نے "تحقیق الحق" کے دوسال کے بعد قادیانی تحریک کی تردید میں تالیف فرمائی (۳)**"سیفِ چشتیائی"** یہ کتاب آپؒ نے تیسرے نمبر پر لکھی ہے اس کا موضوع **"اعجازِ مسیح"** پر پورے ایک سو اعتراضات اور اشکال وارد فرمائے نہ صرف یہ بلکے صرف و نحو کی غلطیوں اور سرقہ اور تحریف جیسی غلطیوں کو بھی درج فرمایا ہے۔(۴) **اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اھل بہ لغیر اللہ** (۵)

[16] مہر مُنیر، ص:200

[17] ایضا، ص:500

)"الفتوحات الصمدیہ "(٦)"تصفیہ مابین سُنی وشیعہ "(٧)" فتاویٰ مہریہ "[18]

4. صاحب کشف حضرت خواجہ پیر سید جلال چشتی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ پیر سید جلال چشتی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے عظیم روحانی بزرگ "حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجِ شکرؒ" کی نسبی اولاد میں سے ایک درخشاں ستارے ہیں۔ آپؒ انیسویں صدی عیسوی کے ایک عظیم صوفی، متقی، پرہیز گار بزرگ ہوئے ہیں۔ آپؒ نے سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا اور راہِ راست پر لائے۔ آپؒ ایک صاحبِ مسند اور پیرِ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی شاعر بھی ہوئے ہیں۔ آپؒ کو تصوّف اور عشقِ حقیقی سے کچھ خاص لگاؤ حاصل تھا جو کہ خداداد صلاحیت ہے اسی اثناء میں آپؒ نے سچِ عشقِ حقیقی کی ایک لازوال داستان کو شعری اصطلاح میں ذکر فرمایا ہے۔

تعارف:

حضرت خواجہ پیر سید جلال چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش حضرت پیر شاہ دین محمد چشتیؒ کے ہاں کالے چشتی (پاکپتن کا نواحی علاقہ) میں ہوئی۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم ادھر سے ہی حاصل کی۔ بچپن سے ہی آپؒ کو تصوّف اور عشقِ حقیقی کے ساتھ دلچسپی تھی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے ساری عمر زُہد اور تقویٰ کے ساتھ گزاری حتیٰ کہ آپ انتہائے کمال پر پہنچے اور "سیف زبان" قرار پائے۔ اس سے مراد ہے کہ جو کہ دیا سو ہو گیا۔ آپؒ نے یہ مقام دن ورات جنگلوں میں چلّے کاٹ کر اور چالیس چالیس دن دریاؤں میں کھڑے ہو کر حاصل کیا۔ آپؒ کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر اور دونوں ٹانگوں کی پنڈلیوں پر گوشت نہیں تھا اُس کی وجہ یہ تھی کہ جب آپؒ کو قیام الیل کے دوران نیند آتی تو آپؒ چاقو کی مدد سے انگلیوں کو زخمی کر لیا کرتے تھے اور پنڈلیوں کا گوشت ساری ساری رات دریا میں کھڑے رہنے کی وجہ سے مچھلیوں نے کھا لیا تھا۔ اس قدر سخت محنت اور مجاہدات کرنے کے بعد آپؒ کو للہ رب العزت نے ایسے مقام سے نوازا کہ جس کی شواہد اب بھی موجود ہیں اور آپؒ کے وصال کے بعد بھی لاکھوں لوگ آپؒ سے من کی مُرادیں پا رہے ہیں۔

آپؒ کے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں:

(١) پیر عطا محمد چشتیؒ (٢) پیر شفاء محمد چشتیؒ (٣) پیر سخا محمد چشتیؒ (٤) پیر ثناء محمد چشتیؒ (٥) پیر منظور احمد چشتیؒ

حضرت خواجہ سید جلال چشتیؒ **21 اپریل 1960**ء کو مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انور پاکپتن کے نواحی علاقے **"بائیل گنج"** میں مرجع خلائق ہے۔

[18] ایضا، ص:512

دینی خدمات:

حضرت خواجہ پیر سید جلال چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے دین کی خدمت کے لئے اچھے کام سر انجام دیئے ہیں جن میں سرِ فہرست آپؒ کے فرزندِ ارجمند ہیں جنہوں نے دینِ اسلام کی ایسی بے مثل و بے مثال خدمت کی ہے جو کہ قابلِ تحسین ہے اور آپؒ کے لئے فخر کی بات ہے۔ آپؒ نے شاعرانہ انداز اختیار کرتے ہوئے صوفی شاعری بھی کی ہے اور اور عشقِ حقیقی کو بھی موضوع بنایا ہے۔ حضرت خواجہ پیر سید جلال چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی دین کی خدمت میں سرِ فہرست آپؒ کی بے نظیر تربیت ہے۔ آپؒ کے لختِ جگر "حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتیؒ" کیا ہی اعلیٰ اخلاق اور بلند ظرف کے مالک تھے اور آپؒ نے دین کی خدمت اتنے احسن انداز میں کی ہے جو کہ قابلِ فخر ہے۔ آپؒ نے عشقِ حقیقی کی ایک لازوال داستان **"سوہنا زینی"** کتاب لکھی ہے۔ جو کہ ضلع گجرات کی ایک لازوال داستان ہے۔ **یہ کتاب ۱۹۱۲ء** میں لکھی گئی جو کہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے ضلع گجرات کی طرف سفر کیا اور زینی سے ملاقات کی جو کہ عمر رسیدہ خاتون تھیں اور سب کچھ بھول چکی تھیں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے کچھ وظیفہ پڑھا پانی پر دم کیا اور پلایا۔ رب تعالیٰ کی کرم نوازیوں سے زینی کو سب قصہ یاد آتا گیا اور اُس نے حرف نہ حرف آپؒ کے گوش گزار کیا جس کو آپؒ نے بہت اچھے انداز میں شعری طرز میں لکھا۔

"سوہنا زینی" ایک ایسی کتاب ہے جس میں دورِ حاضر میں عشقِ حقیقی کو بغور جامع مطالعہ کیا جاسکتا ہے اور نہ صرف عشقِ حقیقی بلکے **"طِب"** کے نسخے بھی موجود ہیں جو کہ بہت قدیمی ہیں۔ اس کتاب کو لکھ کر آپؒ نے عصرِ حاضر میں ایسا کارنامہ سر انجام دیا ہے جس سے روگردانی نہیں کی جا سکتی۔ آپؒ نے ایک اور شعری کتاب **"مجموعہ سید جلال"** لکھی ہے۔ جس میں تصوّف، عشقِ حقیقی، محبتِ شیخ اور خدمتِ خلق کو باخوبی بیان کیا گیا ہے۔

5. طبیبُ القلوب محب النبیؐ مظہر اسرار محمدیؐ حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتی رحمت اللہ علیہ کا تعارف:

آپؒ انیسویں صدی کے چشتیہ سلسلے کے عظیم صوفی بزرگ ہوئے ہیں۔ آپؒ کا وجود عصرِ حاضر کے لئے ایک ایسا درخشاں ستارہ ہے جس نے اس جہان کو منور کر دیا۔ آپؒ نے قابلِ رشک خدمات سر انجام دے کر دین کی خدمت کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے فروغ کے لئے کام کیا جو کہ قابلِ صد احترام ہے۔ طبیب القلوب محب النبی حضرت خواجہ پیر ثناء محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت با سعادت 1923ء بمطابق 1342ھ کو سلسلہ چشتیہ کے عظیم روحانی بزرگ "صاحب کشف حضرت خواجہ پیر سید جلال چشتی رحمتہ اللہ علیہ" کے ہاں پاکپتن کے نواحی علاقے "بائیل گنج" میں ہوئی۔ خواجہ صاحبؒ کا نسبی سلسلہ حضرت خواجہ بابا تاج الدین سرور شہید رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے "شیخ الاسلام والمسلمین شیخ بحر و بر فرد الافراد فرید دہر فرد عالم جناب شیخ عالم زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" سے جاملتا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب نے "حصولِ علم" اور درسِ نظامی کے لئے ملتان شریف کا رخ کیا اور وہاں "حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ" کے

جانشین "حضرت مخدوم شیخ صدر الدینؒ" سے علم اور فیوض وبرکات حاصل کیں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے دربارِ عالیہ حضرت بابا صاحبؒ میں مزار مبارک "حضرت شیخ شہاب الدین گنج علم" میں "عبد النبی المختار "حضرت خواجہ محمد یار فریدؒی کے دستِ شفقت پر بیعت کی سعادت حاصل کی، آپ جناب شیخ عالم حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نے بیعت کی سعادت کے فوری بعد ہی خلافت کی نعمت سے مالامال فرمایا۔ آپؒ حصولِ علم و نعمت کے لئے اپنے شیخ گرامی کی بارگاہ میں گڑھی اختیار خاں حاضر ہوئے اور "لواحِ جامی" جیسے عظیم کتب کے علم سے بہرامند ہوئے۔ اور پھر شیخ کے وصال کے بعد اپنے فرائض کو انجام دینے کے لئے آپؒ نے مغربی پنجاب (ساہیوال، پاکپتن، اوکاڑہ) کی طرف رُخ کیا اور سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں کو راہِ ہدایت دکھائی۔

آپؒ کا وصال باکمال 25 فروری 1998ء بمطابق **27 شوال 1419ھ** کو فیصل آباد کے نواحی علاقے فرید پور شریف میں ہوا۔ فرید پور شریف میں ہی آپ کا مزار پر انوار **مرجع خلائق** ہے۔ آپؒ کے بعد آپؒ کے صاحبزادے "محب النبیؐ حضرت خواجہ پیر احمد جمال چشتی" صاحب مدظلہ العالی سجادگی کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے خدمت خلق اور آپ حضور خواجہ صاحبؒ کی **تعلیمات اور فیض** سے لوگوں کے **دلوں کو منور** فرمارہے ہیں۔

دینی خدمات:

طبیب القلوب محب النبی واقف اسرار حقیقت مظہر محمدی حضرت خواجہ ثنائے محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام کی تبلیغ کے لیے اور نبی کریم رءوف الرحیم رحمۃ للعلمین صادق الوادالامین ہادی اعظم الاصراط المستقیم و آقائے نا حضور احمدِ مجتبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی خیر اامت کی رہنمائی کیلئے ایک بڑا عظیم کارنامہ سرانجام دیاہے۔ آپ سرکارِ عالم حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے آباؤاجداد کے طریق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے صوفیانہ شاعری بھی کی جو کہ بے مثل و بے مثال ہے۔ آپ سرکارؒ نے حضور نبی کریم ﷺ کے عشق کو لوگوں کے دلوں میں روشن کرنے کے لئے **"عید میلاد النبی ﷺ"** کی محافلوں کا انعقاد کیا اور ہزاروں لوگوں کی دینی و ادبی تربیت فرمائی۔

آپ سرکارِ عالم حضرت خواجہ صاحبؒ نے نبی کریم رءوف الرحیم رحمۃ للعلمین صادق الوادالامین ہادی اعظم الاصراط المستقیم و آقائے نا حضور احمدِ مجتبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق کی شمع کو ہر ممکنہ حدتک ہر کسی کے دل میں روشن فرمایا حضرت خواجہ صاحب نے **"نیلی"** بار کے علاقوں سے لے کر **"راوی"** کے دور دراز علاقوں تک عشق مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پیغام دیا اور لوگوں کو راہِ حق کی جانب راغب کیا دورِ حاضر میں خواجہ صاحب کی دینی خدمات کے شواہد موجود ہیں آپ نے "عید میلاد النبی صلی للہ علیہ والہ وسلم" کی محافل کا باقاعدہ طور پر انعقاد کیا جو کہ رہتی دنیا تک اپنی مثال آپ ہے پہلا میلاد شریف 1964ء میں منعقد کروایا اور باقاعدہ طور پر ایک جماعت **"انجمن ثناء محمدؐ"** کو تشکیل دیا جو کہ میلاد شریف کی محافلوں کے لئے مختص ہے

اور آج بھی ملک بھر کے تمام علاقوں میں اس عظیم کام کو خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہی ہے اس کے علاوہ آپؒ نے صوفیانہ شاعری کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں عشق محمد صلی للہ علیہ والہ وسلم ڈالا اور لافانی شاعری کے ذریعے لوگوں کو **تصوف اور معرفت** سے آشنا کروایا۔

قبلہ خواجہ صاحبؒ کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

نہ میں رہوں نہ میری خو و بو رہے
بس تو رہے بس تو رہے بس تو رہے

حضور خواجہ صاحبؒ کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار میں حضوری کا شرف حاصل تھا اور آپ کا یہ شعر اس بات کی ترجمانی کرتا ہے۔

جو چاہے یار کا ملنا وہ بیٹھے میری محفل میں
میرے دربار میں پردوں کو رہ جانا نہیں آتا

خواجہ صاحبؒ اپنے شیخ کریم سے والہانہ محبت کا اظہار کچھ یوں فرماتے ہیں:

محمد یار کی نظرِ عنایت کا کرشمہ ہے
مجھے دیدار کی خاطر کہیں جانا نہیں آتا

"قال علیه الصَّلاۃُ والسَّلام: مَن عرف نفسَه فقد عرف ربَّه"[19]

آقائے نا حضور احمدِ مجتبیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: "جس کسی نے اپنے نفس کی پہچان کر لی گویا اُس نے اپنے ربِ کریم کی پہچان لی "تو خواجہ صاحبؒ نے اس حدیثِ مبارکہ کی کیا ہی احسن انداز سے اہلِ علاقہ اور اہلِ زبان کے لئے ترجمانی فرمائی ہے۔ اردو زبان کے علاوہ آپؒ نے پنجابی زبان میں بھی کئی اشعار لکھیں ہیں اور آپؒ کی شاعری سے شرک سے نفرت اور توحید سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔

ثناء محمد مَن عَرَفَ نوں پڑھ
تے سوچ تے ڈھونڈھ خدانوں
نہ کر سجدہ غیر خد انوں
آپے اپنا رکھ دھیان

---

[19] فخر الدین رازی، التفسیر الکبر، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج:30، ص 721

"وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِه نَفْسُه وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ "[20]

اور بے شک ہم نے انسان کو تخلیق کیا ہے اور اس میں موجود نفس جو بھی وسوسے ڈالتا ہے ہم اسے خوب جانتے ہیں اور ہم انسان کے دل کی شاہ رگ سے بھی بہت زیادہ قریب ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ رحمہ نے کیا ہی احسن انداز اختیار فرمایا اور "للہ رب العزت کا نور ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے "کو اہلِ علاقہ ،اہلِ زبان اور اہلِ علم کو سمجھایا۔ لوگوں کو تصوف اور معرفت الہیہ کا درس دیتے ہوئے فرمایا اور **قرآن مجید کی آیت مبارک کا پنجابی ترجمہ** فرماتے ہوئے فرمایا:

نَحنُ اَقرَبُ لا لئے ڈیرے
لو کی بھالن پرے پریرے
دلبر بیٹھا گھر وچ تیرے
نہ بن اندھاتے انجان

خلاصۃ البحث:

حضور نبی اکرم صلی للہ علیہ والہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد تبلیغ کا ذمہ للہ رب العزت نے اولیاء کرام رضوان للہ تعالی علیھم اجمعین کے سپرد کیا۔ جس میں برِ صغیر میں اشاعتِ دین کے لئے سلسلہ عالیہ چشتیہ کی خدمات قابلِ رشک ہیں۔ صوفیائے کرام کا خدمتِ دین، خدمتِ خلق کرنا انیسویں صدی عیسوی میں بھی جاری رہا۔ گویا کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے منتخب مشائخ نے بڑے احسن انداز سے دین اسلام کی بڑی کمال بے مثل بے مثال خدمات سرانجام دی ہیں۔

[20] سورۃ ق 45:50